S_1999_5_6_15

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

انیل ہاڈا

بنام

انڈین ایکریلک لمیٹڈ

26 نومبر 1999

کے۔ٹی۔تھامس اور ڈی۔پی۔مہاپترا۔ جسٹسز

قابل تبادلہ دستاویزا ایکٹ-دفعہ 138، 141-بنا ادائیگی کا چیک-قانونی افسانے کے ذریعے، ایکٹ کی دفعہ 141 کسی کمپنی کے افسران/ ڈائریکٹرز پر تعزیراتی ذمہ داری عائد کرتی ہے حالانکہ یہ وہ کمپنی ہے جو دفعہ 138 کے تحت مجرم ہے-جب کہ کمپنی کے ذریعے جرم قائم کرنا کمپنی یا اس کے ڈائریکٹرز/ افسران کے خلاف مقدمہ شروع کرنے کے لیے غیر ضروری ہے، ڈائریکٹرز یا دیگر افسران کے خلاف کارروائی شروع کرنے کے لیے خود کمپنی پر مقدمہ چلانا ضروری نہیں ہے-اگر کمپنی پر کسی قانونی رکاوٹ یا دوسری صورت میں مقدمہ نہیں چلایا جاتا ہے، تو ڈائریکٹرز/ افسران پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے اور وہ کر سکتے ہیں۔الزام کا دفاع اور انکار-یہ قانونی مفروضہ کہ سابقہ ذمہ داری کو نبھانے کے لیے چیک جاری کیا گیا ہے، چیک کے حامل کے حق میں ہے۔

عدالت عالیہ کے واحد جج کے فیصلے کے خلاف اس اپیل میں جس نے فیصلہ دیا کہ کمپنی کے ڈائریکٹرز کے خلاف مقدمہ، جسے قابل تبادلہ دستاویزا ایکٹ کی دفعہ 141 کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اس وقت بھی چل رہا تھا جب کمپنی پر قانونی رکاوٹوں کی وجہ سے مقدمہ نہیں چلایا گیا تھا۔اپیل گزاروں کی جانب سے یہ پیش کیا گیا کہ ڈائریکٹرز کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے کمپنی کے خلاف قانونی چارہ جوئی غیر ضروری ہے؛ کہ دفعہ 139 کے تحت یہ قانونی مفروضہ ہونے کی وجہ سے کہ چیک ایک سابقہ ذمہ داری کو نبھانے کے لیے جاری کیا گیا تھا اور اس مفروضے پر صرف وہ کمپنی حملہ کر سکتی ہے جس نے چیک جاری کیا تھا اور اگر چیک کے اصل دراز کو، جو کمپنی ہے، ملزم نہیں بنایا گیا تو دوسرے ملزم کو نقصان پہنچے گا۔جواب دہندگان کی جانب سے اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ ڈائریکٹرز کے خلاف کارروائی کے لیے کمپنی کو ملزم بنانے کی کوئی قانونی ضرورت نہیں ہے۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد: .1 یہاں تک کہ اگر کمپنی کے خلاف استغاثہ کی کارروائی نہیں کی گئی یا اسے جاری نہیں رکھا جا سکا، تو یہ ایکٹ کی دفعہ 141 کی ذیلی دفعات (1) اور (2) کے دائرہ کار میں آنے والے دیگر افراد کے خلاف کارروائی کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 138 میں مجرم چیک کا دراز ہے۔ اگر ایکٹ میں دیگر توضیعات نہ ہوتیں تو صرف وہی اس کے تحت مجرم ہوتا۔ یہ ایکٹ کی دفعہ 141 کی وجہ سے ہے کہ دفعہ 138 کے تحت تعزیری ذمہ داری کمپنی سے منسلک دوسرے افراد پر عائد کی جاتی ہے۔ (15-ای؛ 10-ایچ؛11-اے)

.2 دفعات سے افراد کے تین زمروں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جنہیں دفعہ 141 میں تصور کردہ قانونی افسانے کے بذریعے تعزیراتی ذمہ داری کے دائرے میں لایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں: (1) وہ کمپنی جس نے جرم کیا، (2) ہر وہ شخص جو کمپنی کا انچارج تھا اور کمپنی کے کاروبار کا ذمہ دار تھا، (3) کوئی دوسرا شخص جو کمپنی کا ڈائریکٹر یا منیجر یا سیکرٹری یا افسر ہے، جس کی ملی بھگت سے یا جس کی لاپرواہی کی وجہ سے کمپنی نے جرم کیا ہے۔ عام طور پر کسی جرم کا ارتکاب ایسے انسان کر سکتے ہیں جو فطری افراد ہوں۔ اس طرح کے جرم کی سماعت قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کے مطابق کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایسے جرائم بھی ہیں جنہیں قانونی وجوہات سے بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اگر چیک کا دراز کارپوریٹ باڈی کی طرح قانونی شخص ہوتا ہے تو اس پر ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت جرم کے لیے مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ ایکٹ کے دفعہ 141 میں استعمال ہونے والی واضح زبان کے پیش نظر اس پہلو کے بارے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لفظ " کمپنی" کے توسیعی دائرے میں یہاں تک کہ فرموں یا افراد کی کسی دوسری انجمن کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور اس کے ضروری معاون کے طور پر فرم کے شراکت دار کو اس کمپنی کا ڈائریکٹر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح جب چیک کا دراز جو ایکٹ کی دفعہ 138 کے دائرے میں آتا ہے وہ انسان یا کارپوریٹ باڈی یا یہاں تک کہ فرم بھی ہو تو ایسے دراز کے خلاف قانونی کارروائی شروع کی جا سکتی ہے۔ اس تناظر میں ایکٹ کی دفعہ 141 کی ذیلی دفعہ (1) میں استعمال ہونے والے جملے "نیز" کی کچھ اہمیت ہے۔ مذکورہ فقرہ پہلے زمرے میں مذکور افراد کو خلاف ورزی کرنے والی کمپنی کے برابر جرم کے خیموں میں الجھائے گا۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (2) میں " بھی ہوگا" کے الفاظ تیسرے زمرے کے افراد کو اضافی طور پر جرم کے جال میں برابر کے برابر لانے کے قابل ہیں۔ دفعہ 141 کو پڑھنے کا اثر یہ ہے کہ جب کمپنی چیک کھینچنے والی ہوتی ہے تو ایسی کمپنی ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت اصل مجرم ہوتی ہے اور باقی افراد کو دفعہ کے مطابق مقنّنہ کی طرف سے بنائے گئے قانونی افسانے کی بنا پر مجرم بنایا جاتا ہے۔ لہذا اصل جرم کمپنی کے ذریعے کیا جانا چاہیے تھا، اور تب ہی دیگر دو زمروں کے افراد بھی اس جرم

کے ذمہ دار بن سکتے ہیں۔(11-ایف۔ایچ؛12-اے۔ڈی)

3. اگر جرم کسی کمپنی نے کیا ہے تو اسے صرف اس صورت میں سزا دی جا سکتی ہے جب کمپنی پر مقدمہ چلایا جائے۔لیکن کمپنی پر مقدمہ چلانے کے بجائے اگر کوئی موصول الیہ صرف دوسرے یا تیسرے زمرے میں آنے والے افراد پر مقدمہ چلانے کا انتخاب کرتا ہے تو موصول الیہ اس معاملے میں تب ہی کامیاب ہوسکتا ہے جب وہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ جرم دراصل کمپنی نے کیا تھا۔اس طرح کے مقدمے میں ملزم یہ ظاہر کرسکتا ہے کہ کمپنی نے جرم نہیں کیا ہے، حالانکہ ایسی کمپنی کو ملزم نہیں بنایا گیا ہے، اور اس لیے مقدمہ چلانے والا ملزم سزا کا ذمہ دار نہیں ہے۔توضیعات میں اس شرط پر مشتمل نہیں ہے کہ کمپنی پر مقدمہ دوسرے اور تیسرے زمرے میں آنے والے دوسرے افراد پر مقدمہ چلانے کے لیے غیر ضروری ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نتیجہ کہ کمپنی نے جرم کیا تھا، ان دوسرے افراد کو سزا دینے کے لیے غیر ضروری ہے۔لیکن اگر کسی کمپنی پر کسی قانونی خرابی یا کسی اور وجہ سے مقدمہ نہیں چلایا جاتا ہے، تو دوسرے استغاثہ والے افراد، صرف اسی وجہ سے، ایکٹ کے دفعہ 141 میں تصور کردہ قانونی افسانے کے بذریعے پیدا ہونے والی تعزیراتی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے ہیں۔(12-ای-جی)

4. کسی استغاثہ میں جہاں دراز کمپنی اور اس کے عہدیدار دونوں کو ملزم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اور اگر دراز کمپنی کوئی تردید ثبوت پیش کرنے کا انتخاب نہیں کرتی ہے تو اس طرح کے تردید ثبوت پیش کرنے کے لیے دوسرے عہدیداروں کے لیے کھلا ہے۔اگر ایسا ہے تو، ایسے معاملے میں بھی جہاں دراز کمپنی کو ملزم نہیں بنایا گیا ہے لیکن صرف کمپنی کے عہدیداروں کو ملزم بنایا گیا ہے، ایسے عہدیدار-ملزم یہ ثابت کرنے کے لیے تردید کے ثبوت پیش کرنے کے اپنے حقوق کے اندر ہیں کہ کمپنی نے کسی بھی سابقہ ذمہ داری کے لیے چیک جاری نہیں کیا تھا۔ایکٹ کی دفعہ 139 اس عرضی کی حمایت نہیں کر سکے گی کہ کمپنی پر مقدمہ ایکٹ کی دفعہ 141 کے تحت اس کے ڈائریکٹرز پر مقدمہ چلانے کے لیے غیر ضروری ہے۔(13-سی-ای)

ریاست مدراس بنام سی وی پاریکھ اور دیگر (1970) 3 ایس سی سی 491 اور شیو رتن اگروال و دیگر بنام ریاست مدھیہ پردیش، اے آئی آر (1984) ایس سی 1828، پر انحصار کیا۔

یو۔پی آلودگی کنٹرول بورڈ بنام میسرز مودی ڈسٹلری اور دیگر، اے آئی آر (1988) ایس سی 1128، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار:۔1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1258-63۔

سی آر ایل نمبر 98/517-514 اور 639-638 آف 1998 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت

عالیہ کے 24.7.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے مسز اندرا جے سنگھ، آر۔این۔کیشوانی، سنجے گوش، چندر کانتا نائک اور رام لال رائے۔

مدعا علیہ کی طرف سے نیدیش گپتا، محترمہ میناکشی وج اور نشا کانت۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس : خصوصی اجازت دی گئی۔

جب کوئی کمپنی، جس نے قبل تبادلہ دستاویز ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت جرم کیا ہے، (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا گیا ہے) اس پر مقدمہ چلانے سے بچ جاتی ہے، تو کیا اس کمپنی کے ڈائریکٹرز پر اس جرم کے لیے مقدمہ چلایا جا سکتا ہے؟ یہ اس مسئلے کا مرکز ہے جو کمپنی کے ایک ڈائریکٹر نے ہمارے سامنے پیش کیا تھا۔ انہوں نے پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ سے اس دلیل کے ساتھ رجوع کیا کہ ایسی صورتحال میں ڈائریکٹرز کے خلاف قانونی چارہ جوئی قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن عدالت عالیہ کے ایک جج نے فیصلے کے ذریعے اس دلیل کو مسترد کر دیا جسے اب اس اپیل میں چیلنج کیا جا رہا ہے۔

میسرز راما فائبر لمیٹڈ ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے جس میں موجودہ اپیل کنندہ ڈائریکٹرز میں سے ایک ہے۔ ایک اور کمپنی (جسے اس کے بعد 'مستغیث' کہا گیا ہے) کی طرف سے فرسٹ کلاس چندی گڑھ کے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے میسرز راما فائبر لمیٹڈ (جسے اس کے بعد 'ملزم کمپنی' کہا گیا ہے) اور 11 دیگر افراد کے خلاف پانچ شکایات درج کی گئیں جنہیں ملزم کمپنی کے ڈائریکٹر کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ شکایات میں یہ الزامات تھے کہ مستغیث کے واجب الادا قرضوں کے لیے ملزم کمپنی کی جانب سے چیک جاری کیے گئے تھے اور ڈراوی بینک کی جانب سے کھاتے میں فنڈز کی کمی کی بنیاد پر اس طرح کے چیک کو بنا ادئیگی کے واپس کیا، اور ملزم کمپنی کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹرز کو بھی نوٹس جاری کیے گئے تھے جن میں چیک کے تحت آنے والی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کیا گیا تھا، لیکن کوئی رقم ادا نہیں کی گئی۔ لہذا مستغیث نے مبینہ کہ تمام ملزموں نے ہر چیک کے سلسلے میں قبل تبادلہ دستاویز ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

مجسٹریٹ نے ہر شکایت پر جرم کا نوٹس لیا اور ملزم کے خلاف کارروائی جاری کی۔ ملزم کمپنی کی طرف سے اس بنیاد پر اعتراضات اٹھائے گئے کہ عدالت نے ملزم کمپنی پر کارروائی ختم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس لیے ملزم کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی جاری نہیں رکھی جا سکتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے مذکورہ دلیل کو قبول کر لیا تھا اور تین شکایات کے سلسلے میں مجسٹریٹ نے ملزم کمپنی کے خلاف شکایت کو اس وقت تک

تذبذب میں رکھنے کا حکم دیا جب تک کہ استغاثہ کی کارروائی جاری رکھنے کے لیے متعلقہ عدالت سے اجازت حاصل نہ ہو جائے۔ بقیہ دو شکایات کے سلسلے میں مجسٹریٹ نے اسی بنیاد پر ملزم کمپنی کے خلاف مزید کارروائی ترک کر دی۔

مذکورہ بالا پس منظر میں ہی موجودہ اپیل کنندہ، جسے تمام شکایات میں دوسرے ملزم کے طور پر پیش کیا گیا ہے، نے اپنے خلاف فوجداری مقدمہ بھی ختم کرنے کے لیے ٹرائل کورٹ کا رخ کیا۔ ٹرائل مجسٹریٹ نے درخواستوں کو مسترد کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ کمپنی کے ڈائریکٹرز، جو کمپنی کے کاروبار کے انچارج تھے، کے خلاف مقدمہ کمپنی پر مقدمہ چلائے بغیر بھی برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ مجسٹریٹ کے مذکورہ بالا احکامات کو چیلنج کرتے ہوئے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر نظر ثانی کی درخواستوں کو عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے حکم کے مطابق مسترد کر دیا تھا، جواب چیلنج کے تحت ہے۔

عرضی گزار کی طرف سے دلیل دینے والی فاضل وکیل محترمہ اندرا جے سنگھ نے دلیل دی کہ ایکٹ کی دفعہ 141 کے تحت کمپنی اصل مجرم ہو سکتی ہے اور ڈائریکٹرز کو محض مجرم سمجھا جاتا ہے اور اس لیے یہ جاننا کہ کمپنی جرم کا مجرم ہے، ڈائریکٹرز کے جانبداری کو مدنظر رکھتے ہوئے مفروضہ شق پر عمل درآمد کے لیے غیر ضروری ہے۔ فاضل وکیل نے ہمیں ایکٹ کی دفعہ 139 کا حوالہ دیا جس میں یہ قانونی مفروضہ شامل ہے کہ چیک کے حامل نے اسے پہلے سے موجود قرض یا ذمہ داری کی ادائیگی میں حاصل کیا تھا اور کہا کہ اس مفروضے کی تردید کرنا کمپنی کا کام ہے نہ کہ کسی اور کا۔ فاضل وکیل نے ریاست مدراس بنام سی وی پاریکھ و دیگر (1970) 3 ایس سی سی 491 میں اس عدالت کے دو ججوں کے بنچ کے فیصلے پر انحصار کیا۔ وکیل کی طرف سے تیار کردہ ایک مختصر تحریری پیشکش ہمیں پیش کی گئی ہے۔

مستغیث کمپنی کے وکیل شری نیدیش گپتا نے ہمیں کمپنیز ایکٹ کی کچھ توضیعات حوالہ دیا اور دلیل دی کہ کمپنی کا وجود صرف اس وجہ سے ختم نہیں ہوگا کہ اسے بند کرنے کا حکم منظور کر لیا گیا ہے اور کمپنی اس وقت تک کام کرتی رہے گی جب تک کہ وہ حتمی تحلیل تک نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے اس عہدے کے لیے مہم چلائی کہ معروف مجسٹریٹ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی ہے کہ استغاثہ کرنے والی کمپنی کے خلاف قانونی چارہ جوئی جاری رکھنے کے لیے تحقیقات عدالت کی چھٹی ضروری ہے۔ تاہم، ہم اس سوال میں جانا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ مستغیث کے لیے ہمارے سامنے طلب کرنا کھلا نہیں ہے کیونکہ اس نے مجسٹریٹ کے مذکورہ حکم کو چیلنج نہیں کیا ہے۔

شری نیدیش گپتا نے مزید دلیل دی کہ اس بات کی کوئی قانونی ضرورت نہیں ہے کہ مجرم ڈائریکٹرز کی

سزا کو برقرار رکھنے کے لیے کمپنی کو استغاثہ کے مقدمے میں ملزم بنایا جانا چاہیے تھا۔ فاضل وکیل کے مطابق جہاں کسی کمپنی کی طرف سے کوئی جرم کیا جاتا ہے، یا تو اکیلے کمپنی یا اکیلے کمپنی کے کاروبار کا انچارج شخص یا ان دونوں پر مل کر ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت جرم کے لیے مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی دلیل کو تقویت دینے کے لیے چند فیصلوں کا حوالہ دیا اور اپنے دلائل کی مدد کے لیے تحریری عرضیاں پیش کیں۔

شروع میں ہی اس بات کی نشاندہی کی جانی چاہیے کہ ایکٹ کی دفعہ 138 میں مجرم چیک کا دراز ہے۔ اگر ایکٹ میں دیگر توضیعات نہ ہوتیں تو صرف وہی اس کے تحت مجرم ہوتا۔ یہ ایکٹ کی دفعہ 141 کی وجہ سے ہے کہ دفعہ 138 کے تحت تعزیری ذمہ داری کمپنی سے منسلک دوسرے افراد پر عائد کی جاتی ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 141 کو نکالنا ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"141. کمپنیوں کے ذریعے جرائم۔— (1) اگر دفعہ 138 کے تحت جرم کرنے والا شخص ایک کمپنی ہے، تو ہر وہ شخص جو جرم کے وقت کمپنی کا انچارج تھا، اور کمپنی کے ساتھ ساتھ کمپنی کے کاروبار کے انعقاد کے لیے کمپنی کا ذمہ دار تھا، اسے جرم کا مجرم سمجھا جائے گا اور اس کے خلاف کارروائی اور اس کے مطابق سزا دی جائے گی:

بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ میں موجود کوئی بھی چیز کسی شخص کو سزا کا ذمہ دار نہیں بنائے گی اگر وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ جرم اس کے علم کے بغیر کیا گیا تھا، یا اس نے اس طرح کے جرم کو روکنے کے لیے تمام تر مستعدی سے کام لیا تھا۔

(2) ذیلی دفعہ (1) میں کسی بات کے باوجود، جہاں اس ایکٹ کے تحت کسی کمپنی کی طرف سے کوئی جرم کیا گیا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ جرم کمپنی کے کسی ڈائریکٹر، منیجر، سکریٹری یا دوسرے افسر کی رضامندی یا ملی بھگت سے کیا گیا ہے، یا اس کی طرف سے کسی لاپرواہی سے منسوب کیا گیا ہے، ایسے ڈائریکٹر، منیجر، سکریٹری یا دوسرے افسر کو بھی اس جرم کا مجرم سمجھا جائے گا اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور اسی کے مطابق سزا دی جائے گی۔"

مذکورہ شق سے تین قسم کے افراد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جنہیں دفعہ میں تصور کردہ قانونی افسانے کے ذریعے تعزیراتی ذمہ داری کے دائرے میں لایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں: (1) وہ کمپنی جس نے جرم کیا، (2) ہر وہ شخص جو کمپنی کا انچارج تھا اور کمپنی کے کاروبار کا ذمہ دار تھا، (3) کوئی دوسرا شخص جو کمپنی کا ڈائریکٹر یا منیجر یا سیکرٹری یا افسر ہے، جس کی ملی بھگت سے یا جس کی لاپرواہی کی وجہ سے کمپنی نے جرم کیا ہے۔

عام طور پر کسی جرم کا ارتکاب ایسے انسان کر سکتے ہیں جو فطری افراد ہوں۔ اس طرح کے جرم کی

سماعت قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کے مطابق کی جاسکتی ہے۔لیکن ایسے جرائم بھی ہیں جن سے قانونی شخص کو بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔اگر چیک کا درازکارپوریٹ باڈی کی طرح قانونی شخص ہوتا ہے تو اس پرا یکٹ کی دفعہ 138 کے تحت جرم کے لیے مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ایکٹ کے دفعہ 141 میں استعمال ہونے والی واضح زبان کے پیش نظر اب اس پہلو کے بارے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔لفظ" کمپنی" کے توسیعی دائرے میں یہاں تک کہ فرموں یا افراد کی کسی دوسری انجمن کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور اس کے ضروری معاون کے طور پر فرم کے شراکت دار کو اس کمپنی کا ڈائریکٹر سمجھا جاتا ہے۔

اس طرح جب چیک کا دراز جو ایکٹ کی دفعہ 138 کے دائرے میں آتا ہے وہ انسان یا کارپوریٹ باڈی یا یہاں تک کہ فرم بھی ہو تو ایسے دراج کے خلاف قانونی کارروائی شروع کی جاسکتی ہے۔اس تناظر میں ایکٹ کی دفعہ 141 کی ذیلی دفعہ (1) میں استعمال ہونے والے جملے "نیز" کی کچھ اہمیت ہے۔مذکورہ فقرہ پہلے زمرے میں مذکور افراد کو خلاف ورزی کرنے والی کمپنی کے برابر جرم کے خیموں میں الجھائے گا۔اسی طرح ذیلی دفعہ (2) میں " بھی ہوگا" کے الفاظ تیسرے زمرے کے افراد کو اضافی طور پر جرم کے جال میں برابر کے برابر لانے کے قابل ہیں۔دفعہ 141 کو پڑھنے کا اثر یہ ہے کہ جب کمپنی چیک کھینچنے والی ہوتی ہے تو ایسی کمپنی ایکٹ کی دفعہ 138 کے تحت اصل مجرم ہوتی ہے اور باقی افراد کو دفعہ کے مطابق مقنّنہ کی طرف سے بنائے گئے قانونی افسانے کی بنا پر مجرم بنایا جاتا ہے۔لہذا اصل جرم کمپنی کے ذریعے کیا جانا چاہیے تھا، اور تب ہی دیگر دوزمروں کے افراد بھی اس جرم کے ذمہ دار بن سکتے ہیں۔

اگر جرم کسی کمپنی نے کیا ہے تو اسے صرف اس صورت میں سزا دی جاسکتی ہے جب کمپنی پر مقدمہ چلایا جائے۔لیکن کمپنی پر مقدمہ چلانے کے بجائے اگر کوئی موصول الیہ صرف دوسرے یا تیسرے زمرے میں آنے والے افراد پر مقدمہ چلانے کا انتخاب کرتا ہے تو موصول الیہ اس معاملے میں تب ہی کامیاب ہوسکتا ہے جب وہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہوجائے کہ جرم دراصل کمپنی نے کیا تھا۔اس طرح کے مقدمے میں ملزم یہ ظاہر کر سکتا ہے کہ کمپنی نے جرم نہیں کیا ہے، حالانکہ ایسی کمپنی کو ملزم نہیں بنایا گیا ہے، اور اس لیے مقدمہ چلانے والا ملزم سزا کا ذمہ دار نہیں ہے۔توضیعات میں اس شرط پر مشتمل نہیں ہے کہ کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی دوسرے افراد کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے غیر ضروری ہے جو اوپر بیان کردہ دوسرے اور تیسرے زمرے میں آتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نتیجہ کہ کمپنی نے جرم کیا تھا، ان دوسرے افراد کو سزا دینے کے لیے غیر ضروری ہے۔لیکن اگر کسی کمپنی پر کسی قانونی خرابی یا کسی اور وجہ سے مقدمہ نہیں چلایا جاتا ہے، تو دوسرے مقدمہ چلانے والے افراد، صرف اسی وجہ سے، ایکٹ کے دفعہ 141 میں تصور کردہ قانونی افسانے

کے بذریعے پیدا ہونے والی تعزیراتی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے ہیں۔

اگلی دلیل ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 139 کے تحت ایک قانونی مفروضہ ہے کہ چیک ایک سابقہ ذمہ داری کو نبھانے کے لیے جاری کیا گیا تھا اور اس مفروضے کی تردید صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس نے چیک نکالا تھا۔ اس بنیاد پر یہ دلیل دی گئی کہ اگر دراز کمپنی کو ملزم نہیں بنایا گیا تو باقی ملزم معذوری کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ اس مفروضے کی تردید نہیں کی جائے گی۔ ایکٹ کی دفعہ 139 اس طرح پڑھتی ہے:

.139 "مالک کے حق میں مفروضہ۔ یہ فرض کیا جائے گا، جب تک کہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے، کہ چیک کے حامل نے کسی قرض یا دیگر ذمہ داری کے مکمل یا جزوی طور پر اخراج کے لیے دفعہ 138 میں مذکور نوعیت کا چیک حاصل کیا ہے۔

مذکورہ بالا مفروضہ چیک رکھنے والے کے حق میں ہے۔ دفعہ میں یہ ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ مذکورہ مفروضہ صرف دراز کے خلاف کام کرے گا۔ آخر ایک مفروضہ صرف بارِ ثبوت ڈالنے کے لیے ہوتا ہے کہ کسی معاملے میں کس کو ثبوت پیش کرنا چاہیے۔ یہ ملزموں میں سے کسی کے لیے بھی کھلا ہے کہ وہ مذکورہ مفروضے کی تردید کے لیے ثبوت پیش کرے۔ استغاثہ میں جہاں دراز کمپنی اور اس کے عہدیدار دونوں کو ملزم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اور اگر دراز کمپنی کوئی تردید ثبوت پیش کرنے کا انتخاب نہیں کرتی ہے تو اس طرح کے تردید ثبوت پیش کرنے کے لیے دوسرے عہدیداروں کے لیے کھلا ہے۔ اگر ایسا ہے تو، ایسے معاملے میں بھی جہاں دراز کمپنی کو ملزم نہیں بنایا گیا ہے لیکن صرف کمپنی کے عہدیداروں کو ملزم بنایا گیا ہے، ایسے عہدیدار-ملزم یہ ثابت کرنے کے لیے تردید کے ثبوت پیش کرنے کے اپنے حقوق کے اندر ہیں کہ کمپنی نے کسی بھی سابقہ ذمہ داری کے لیے چیک جاری نہیں کیا تھا۔

لہذا ہم اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں کہ ایکٹ کی دفعہ 139 اس عرضی کی حمایت کرے گی کہ کمپنی پر مقدمہ ایکٹ کی دفعہ 141 کے تحت اس کے ڈائریکٹرز پر ظلم وستم کے لیے غیر ضروری ہے۔

ریاست مدراس بنام سی وی پاریکھ و دیگر، (1970) 3 ایس سی سی 491 میں ایک نجی لمیٹڈ کمپنی کے منیجنگ ڈائریکٹر کے خلاف اس ایکٹ کی دفعہ 10 کی مدد سے ضروری اشیاء ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت جرم کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ (یہ شق این۔آئی۔ایکٹ کی دفعہ 141 سے بہت ملتی جلتی ہے)۔ مذکورہ نجی لمیٹڈ کمپنی کو مقدمے میں ملزم کے طور پر شامل نہیں کیا گیا تھا۔ جب ٹرائل کورٹ نے منیجنگ ڈائریکٹر کو بری کر دیا تو ریاست نے بری ہونے کے فیصلے کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا اور وہاں بھی ناکام ہونے کے بعد ریاست نے خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل دائر کی۔ اس عدالت کے سامنے یہ دلیل دی گئی کہ اگر ملزم

کے طور پر پیش کردہ شخص کو انچارج دکھایا گیا ہے اور وہ کمپنی کے کاروبار کے انعقاد کا ذمہ دار ہے تو ایسا شخص مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔اس عدالت نے اس دلیل کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ یہ مزید ثابت ہونا چاہیے کہ کمپنی نے ای سی ایکٹ کے تحت جاری کردہ حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔مذکورہ فیصلے میں اس عدالت کے درج ذیل مشاہدات متعلقہ ہیں:

"اس دلیل کو قبول نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ دفعہ 10 کے اطلاق کے لیے پہلی شرط کو نظر انداز کرتا ہے کہ حکم کی خلاف ورزی کرنے والا شخص خود ایک کمپنی ہونی چاہیے۔موجودہ معاملے میں، مجسٹریٹ یا عدالت عالیہ کی طرف سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے کہ آئرن اینڈ اسٹیل کنٹرول آرڈر کی شق (5) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فروخت کمپنی کی طرف سے کی گئی تھی۔درحقیقت کمپنی پر اس جرم کا الزام بالکل نہیں لگایا گیا تھا۔کمپنی کے انچارج افراد کی ذمہ داری صرف اس وقت پیدا ہوتی ہے جب خلاف ورزی کمپنی خود کرتی ہے۔چونکہ، اس معاملے میں، کوئی ثبوت اور کوئی نتیجہ نہیں ہے کہ کمپنی نے آئرن اینڈ اسٹیل کنٹرول آرڈر کی شق (5) کی خلاف ورزی کی ہے، اس لیے دونوں جواب دہندگان کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکا۔"

ای سی ایکٹ کے تحت اسی شق پر اس عدالت نے شیورتن اگروال ودیگر بنام ریاست مدھیہ پردیش، اے آئی آر (1984) ایس سی 1824 میں دوبارہ غور کیا۔مذکورہ فیصلے میں اس عدالت نے ریاست مدراس بنام سی وی پاریکھ (اوپر) میں بیان کردہ قانونی اصول کی وضاحت کی کہ یہ نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیے کہ ملزم کو سزا سنانے سے پہلے کمپنی کی طرف سے خلاف ورزی کی گئی تھی اور "یہ نہیں کہ کمپنی پر خود ملزم کے ساتھ مقدمہ چلایا جانا چاہیے تھا"۔ہم بڑے احترام کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ریاست مدراس بنام سی وی پاریکھ میں تناسب کی مذکورہ بالا تفہیم کو مستثنیٰ نہیں سمجھا جاسکتا۔چناپا ریڈی، جے، جنہوں نے شیورتن اگروال (اوپر) میں دو جج بنچ کی طرف سے بات کی، نے مزید مشاہدہ کیا:

"ان میں سے کسی ایک یا زیادہ یا سب پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے اور سزا دی جاسکتی ہے۔اکیلے کمپنی پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔سازشی افسر پر انفرادی طور پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ایک، کچھ یا سب پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔کوئی قانونی پابندی نہیں ہے کہ کمپنی کے انچارج یا افسر پر مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا جب تک کہ وہ کمپنی کے ساتھ ہی نہ ہو۔دفعہ 10 ان افراد کی نشاندہی کرتا ہے جن پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے جہاں کمپنی کی طرف سے خلاف ورزی کی گئی ہو۔اس میں کوئی شرط نہیں رکھی گئی ہے کہ اگر کمپنی پر خود مقدمہ نہیں چلایا جاتا ہے تو کمپنی کے انچارج یا افسر پر الگ سے مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا ہے۔ان میں سے ہر ایک یا کسی پر الگ سے یا کمپنی کے ساتھ مقدمہ چلایا جائے۔"

فاضل وکیل محترمہ اندرا جے سنگھ نے پیش کیا کہ مذکورہ بالا دو فیصلوں میں مشاہدات بالکل اس معاملے میں شامل نقطہ نظر کے مطابق نہیں ہیں اور اس کے برعکس یو پی آلودگی کنٹرول بورڈ بنام میسرز مودی ڈسٹلری اور دیگر، اے آئی آر (1988) ایس سی 1128) کے فیصلے کو اب شامل مسئلے کا احاطہ کرتے ہوئے دکھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ مذکورہ معاملے میں میسرز مودی ڈسٹلری کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اراکین کے خلاف پانی (آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول) ایکٹ، 1974 کی دفعہ 44 کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس ایکٹ کی دفعہ 47 این آئی ایکٹ کی دفعہ 141 سے ملتی جلتی ہے۔ میسرز مودی ڈسٹلری کو اس معاملے میں ملزم کے طور پر پیش نہیں کیا گیا تھا اور اس لیے عدالت عالیہ نے دوسروں کے خلاف کارروائی کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس عدالت نے عدالت عالیہ کے فیصلے کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دیا کہ اگرچہ اس طرح کی کوئی تکنیکی خامی تھی لیکن یہ قابل علاج خامی تھی اور ٹرائل کورٹ کو ہدایت کی کہ وہ کمپنی کو بھی ملزم کے طور پر پیش کرے۔ یقیناً مذکورہ فیصلے میں ایک مشاہدہ ہے، جس پر درج ذیل طور پر زیادہ زور دینے کی کوشش کی گئی ہے:

"اگرچہ خلاصہ میں قانون کی خالص تجویز کے طور پر فاضل واحد جج کا نظریہ ہے کہ ذیلی اداروں کے تحت چیئرمین، وائس چیئرمین، مینیجنگ ڈائریکٹر اور بورڈ آف ڈائریکٹرز ایکٹ کے دفعہ 47 کی ذیلی دفعہ 1 یا 2 کے تحت اراکین کی کوئی صوابدیدی ذمہ داری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ میسروں مودی انڈسٹریز لمیٹڈ، کے خلاف مقدمہ نہ ہو۔ جو صنعتی یونٹ کی مالک ہے، کو درست قرار دیا جا سکتا ہے، عدالت عالیہ کے سامنے درخواست کنندگان کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراض کو الگ تھلگ نہیں بلکہ حقائق اور واقعات کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے تھا نہ کہ خلا میں۔"

مندرجہ بالا مشاہدات مبالغہ آمیز ہیں۔ اس کے علاوہ، اس نکتے پر قانون پر خاص طور پر بحث کی گئی تھی اور شیو رتن اگروال (اوپر) میں اس پر بحث کی گئی تھی، جس کے ساتھ ہم احترام کے ساتھ قرارداد ہیں۔

لہذا ہم یہ مانتے ہیں کہ اگر کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کی گئی تو بھی اسے جاری نہیں رکھا جا سکتا، یہ ایکٹ کی دفعہ 141 کی ذیلی دفعات (1) اور (2) کے دائرہ کار میں آنے والے دیگر افراد کے خلاف کارروائی کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ مذکورہ بالا نظریے کی روشنی میں ہم بقیہ سوال سے نمٹنا ضروری نہیں سمجھتے کہ آیا کمپنی کو بند کرنے کے حکم سے کمپنی کا وجود ختم ہو جائے گا یا نہیں۔

اس لیے ہم ان اپیلوں کو مسترد کرتے ہیں۔

آئی۔ ایم۔ اے

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document